(۲۵)

(فرمودہ ۲۸- دسمبر ۱۹۳۵ء بمقام عید گاہ- قادیان)

اللہ تعالیٰ اپنے تمام بندوں کا اس سے زیادہ متکفّل ہوتا ہے جتنا کہ ماں باپ اپنے بچوں کے متکفّل ہوتے ہیں۔ پس انسان کو اپنے تعلقات کی بنیاد اس محبت پر رکھنی چاہیئے جو خدا تعالیٰ اپنے بندوں کی نسبت ظاہر کرتا ہے۔ بہت سے لوگ خدا تعالیٰ کے ساتھ اپنا تعلق ایسا رکھتے ہیں جو صرف خوف پر مبنی ہوتا ہے لیکن ایسا تعلق کبھی بھی انسان کے اندر روحانیت پیدا نہیں کرتا۔ وہی تعلق روحانیت کو پیدا کرتا ہے جس میں خوف کے ساتھ محبت بھی شامل ہو بلکہ محبت کا پہلو غالب ہو۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے رَحْمَتِیْ وَسِعَتْ کُلَّ شَیْءٍ [1] یعنی میری رحمت تمام باقی صفات پر غالب ہے اور مخلوقات پر جس شدت سے میری دوسری صفات نازل ہوتی ہیں اس سے زیادہ میری رحمت نازل ہوتی ہے۔ پس اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ اصل تعلق انسان کا خدا تعالیٰ سے محبت کا ہے۔ [2] خوف کا حصہ یا تو کمزور انسانوں کے لئے ہے یا کامل انسانوں کے لئے ان معنوں میں ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی سزا سے نہیں بلکہ اس کی ناپسندیدگی سے خوف رکھتے ہیں اور یہ خوف بھی محبت کی ایک شاخ ہے اس سے جُدا نہیں۔ جو لوگ صرف سزا کے خوف سے اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کرتے ہیں وہ کبھی بھی اس کے حکموں کی حکمت سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے اور ان کا علمِ دین کبھی مکمل نہیں ہوتا اور نہ ہو سکتا ہے کیونکہ جو شخص یہ سمجھتا ہو کہ میں نے تو مار کے ڈر سے کام کرنا ہے وہ حکمت سمجھنے کی ضرورت ہی نہیں سمجھتا مگر جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے سب سے زیادہ پیار کرنے والا ہے وہ چھوٹے سے چھوٹے حکم کو بھی اپنے فائدہ اور بہتری کے لئے خیال کرتا ہے اور جب اسے ظاہر نظر میں کوئی بہتری نظر نہیں آتی تو وہ اس حکم پر غور کرتا اور اس کی حقیقت کو معلوم کرنا چاہتا ہے تب اس کی روحانی آنکھیں کھل جاتی ہیں اور اس کی باطنی نظر تیز ہو جاتی ہے اور وہ اسرارِ الٰہیہ کا واقف ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ میں نے اپنی ساری عمر میں جو کچھ قرآن کریم سے حاصل کیا ہے اور جو اس کے مخفی خزانے مجھ پر کھلے ہیں ان کی بنیاد اسی امر پر ہے کہ میں نے

ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی محبت کو ہر دوسری محبت سے زیادہ محسوس کیا ہے اور کبھی بھی میں یہ خیال نہیں کر سکا کہ اس نے کوئی بات مجھے ایسی کہی ہوگی جو بے وجہ اور بے فائدہ ہوگی۔ تب میں نے اس کے تمام احکام پر نہایت سنجیدگی اور کامل غور کے ساتھ توجہ کی اور ہمیشہ مجھے یہ معلوم ہوا کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے جو کچھ بھی قرآن کریم میں نازل کیا گیا ہے وہ اپنے اندر بے انتہا فائدے اور بے حد نفع میرے لئے اور میرے ساتھیوں کے لئے رکھتا ہے بلکہ میں یہ یقین رکھتا ہوں کہ اگر خدا تعالیٰ کی محبت پر مجھے یہ یقین نہ ہوتا اور میں کسی خوف کی بناء پر اس کے کلام کو دیکھتا تو قرآن کریم میرے لئے بالکل بے معنی ہوتا اور اس کی معرفت کی باتیں مجھ پر کبھی نہ کھُلتیں۔ پس آج عید کے دن جب کہ ہر ایک کا دل خوشی سے معمور ہے اور جب عزیز عزیز کو تحفہ دینے کی خواہش رکھتا ہے اور جب دوست اپنے دوست کی خدمت میں ہدیہ پیش کرتا ہے میں چاہتا ہوں کہ میں آپ لوگوں کو عید کا یہ تحفہ پیش کروں کہ ہمارا خدا کامل محبت ہے۔ کوئی محبت اس کے مقابل پر نہیں ٹھہر سکتی، خواہ ماں باپ کی ہو، خواہ خاوند بیوی کی ہو، خواہ استاد کی ہو، خواہ شاگرد کی ہو، خواہ اولاد کی ہو، خواہ دوستوں کی ہو، خواہ ماتحتوں کی ہو، خواہ حکّام کی ہو، خواہ چھوٹوں کی ہو، خواہ بڑوں کی ہو، اس کی محبت ایک سورج ہے جس کے مقابل پر تمام محبتیں ایک جگنو کی چمک سے بھی کم ہیں۔ پس اس محبت کو لے لو اور اس محبت کو اپنے دل میں جگہ دو کہ اس سے زیادہ قیمتی اور کوئی چیز نہیں۔ ؎ جس کو وہ محبت مل گئی اسے سب کچھ مل گیا اور جسے وہ نہ ملی وہ دنیا کی ہر نعمت سے محروم رہا۔ دنیا میں انسان چھوٹی چھوٹی نعمتوں کی بھی قدر کرتے ہیں۔ پھر میں نہیں سمجھ سکتا کہ خدا کی طرف سے جو اتنا قیمتی تحفہ انسان کو ملا ہے کیوں انسان اس کی قدر نہیں کرتا اور کیوں ایک مومن کہلانے والا انسان شریعت پر اس لئے عمل کرتا ہے کہ کہیں خدا اس کو سزا نہ دے یہ سزا کا خیال ہمارے دل میں پیدا ہی کیوں ہو جب کہ خدا تعالیٰ نے ہمارے لئے حکم اس لئے نازل نہیں کئے کہ ہم ان کو توڑیں اور سزا پائیں بلکہ اس لئے نازل کئے ہیں کہ ہم کو ان سے ہدایت اور راہنمائی حاصل ہو اور ایسی پاکیزگی ہمارے دلوں میں پیدا ہو جائے جس کی وجہ سے ہم اپنے قدوس خدا کو دیکھ سکیں ؎ اس کی محبت کی گرمی کو محسوس کر سکیں اس کی شفقت کے ہاتھ کو چھُو سکیں اور اپنے دل کو خدا تعالیٰ کے انوار سے منور کر سکیں۔

پس اے دوستو! یقین کرو کہ تمہارا خدا محبت کرنے والا ہے۔ ؎ تمہارے دل میں اپنے

بچوں کو قریب کرنے کی جو خواہش پیدا ہوتی ہے اس سے بہت زیادہ خدا تعالیٰ کو خواہش ہے کہ آپ کو اپنے قریب کرے۔ اور تمہارے دل میں بچوں کی دوری پر جو رنج محسوس ہوتا ہے اس سے بہت زیادہ خدا تعالیٰ کو اپنے بندے کی دوری پر رنج محسوس ہوتا ہے۔[۶] یہ خیال مت کرو کہ تم خدا تعالیٰ کو کیونکر پاسکتے ہو کیونکہ اگر صرف تمہارے دل میں خدا تعالیٰ کو پانے کی خواہش ہوتی تو بے شک معاملہ نہایت مشکل ہوتا لیکن یہاں تو معاملہ ہی بالکل اُلٹ ہے ملنے کی خواہش تو خدا کے دل میں پیدا ہو رہی ہے[۷] تم اسے نہیں ڈھونڈ رہے۔ تم اسے تلاش نہیں کر رہے بلکہ وہ تمہیں تلاش کرتا پھرتا ہے اور یہ کیونکر ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ تلاش کرے اور پھر نہ پائے۔ پس اس میں کوئی بھی شبہ نہیں کہ اگر تم اپنے تعلقات کی بنیاد خدا تعالیٰ کی محبت پر رکھو تو تم اس وقت سے پہلے نہیں مرسکتے جب تک خدا تعالیٰ کا قرب تم کو نہ مل جائے۔ اللہ تعالیٰ اس بندے کو جس کے دل میں ایک ذرہ بھر بھی اس کی محبت ہو کبھی گمراہ نہیں ہونے دیتا[۸] بلکہ سارا جہان بھی اگر اسے مارنا چاہے تو وہ اس کی موت کو ٹلاتا چلا جاتا ہے یہاں تک کہ وہ اس کے نور کو دیکھ لے اور اسی دنیا میں خدا تعالیٰ کی زیارت کرلے۔ کیونکہ **مَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِى الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى**[۹] جو کوئی اس دنیا میں اندھا ہو وہ آخرت میں اندھا ہی اٹھایا جاتا ہے۔ اگر یہ محبت رکھنے والا شخص خدا تعالیٰ کو دیکھے بغیر مرجائے تو اس کے معنی یہ ہونگے کہ وہ اندھا مرا اور اس لئے اگلے جہان میں اندھا ہی اٹھایا جائے گا۔ مگر اس کے ساتھ اس کے یہ معنی بھی ہوں گے کہ خدا تعالیٰ کی محبت بھی اندھی ہو سکتی ہے اور یہ کبھی نہیں ہو سکتا پس ایسا شخص کبھی بھی اللہ تعالیٰ کو دیکھے بغیر نہیں مرتا۔ مگر ضرورت ہے کہ ایمان کی بنیاد محبت پر رکھی جائے اور خوف کو کمزوروں یا کمزور حالتوں کے لئے چھوڑ دیا جائے۔ ہر انسان کو دن میں ایک وقت یا کم یا زیادہ بار پاخانہ میں جانا پڑتا ہے مگر کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ انسان کی پیدائش صرف پاخانہ پھرنے کے لئے ہوئی ہے۔ پھر تم کس طرح یہ خیال کرسکتے ہو کہ خدا تعالیٰ نے بندے کو خوف کے لئے بنایا ہے۔ خوف کی حالت تو بالکل ویسی ہے جیسے انسان کا پاخانہ میں جانا۔ جس طرح پاخانہ کا وقت دوسرے کاموں کے مقابلہ میں تھوڑا اور بے حقیقت ہے اسی طرح خوف رحمت اور محبت کے مقابلہ میں چھوٹا اور بے حقیقت ہے۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ اس کی ضرورت نہیں انسان کو پاخانہ پھرنے کی بھی ضرورت ہوتی ہے مگر پاخانہ اس کا مقصود نہیں۔ اسی طرح ایک ادنیٰ انسان کو گناہوں سے بچانے کے لئے خوف کی بھی ضرورت ہے مگر ایک حقیقی مومن کے ایمان کی اصل

بنیاد محبت ہے۔ ؎۱ اور جب تک کوئی شخص اس نکتہ کو نہیں سمجھتا معرفت کے دروازے اس پر نہیں کھولے جاتے مگر جس پر یہ نکتہ حل ہو جاتا ہے اس کا قدم ہر وقت آگے بڑھتا ہے اور اس کی روحانیت پر کبھی موت نہیں آسکتی اس کی غلطیاں اسے آگے بڑھاتی ہیں اور نیکیاں بھی۔ ؎۱۱ کیا تم نہیں دیکھتے کہ ایک بچہ تتلاتا ہے اور بولنے میں غلطی کرتا ہے تو ماں بجائے مارنے کے اسے چُومنے لگتی ہے۔ پس جس بندے کا تعلق خدا تعالیٰ سے محبت کا ہوتا ہے جب اس سے کوئی خطا ہو تو اللہ تعالیٰ کی محبت اور بھی جوش میں آتی ہے اور وہ اسے گودی میں اٹھالیتا ہے اور پیار کرتا ہے۔ کیا تم نے کبھی دیکھا ہے کہ کسی کا بچہ گر جائے اور وہ اسے مارنے لگے وہ اسے اٹھاتا بلکہ اگر اسے کمزور دیکھے تو گود میں اٹھالیتا ہے۔ پس جب خدا تعالیٰ کا بندہ جو اپنے اندر بچوں والی محبت محسوس کرتا ہے گر جاتا اور گناہ کی ٹھوکر کھاتا ہے تو خدا تعالیٰ بھی محبت کرنے والے ماں باپ کی طرح بجائے مارنے کے اسے اٹھالیتا ہے۔ اس کی گرد جھاڑتا ہے' اور اسے پیار کرتا اور تسلی دلاتا ہے اور اگر بہت کمزور دیکھے تو محبت کے ہاتھوں میں اسے اٹھالیتا ہے۔ اگر اس کا یہ سلوک نہ ہو تو روحانیت کا دروازہ بالکل بند ہو جائے اور کوئی انسان خواہ کتنا طاقتور ہو کبھی روحانیت کے میدان میں ایک قدم نہ اٹھا سکے کیونکہ ایک حقیر کیڑے سے بنے ہوئے انسان کی کیا طاقت ہے کہ ازلی ابدی خدا کو ملے۔ ؎۱۲ اس کا ملنا اسی طرح ممکن ہے کہ ازلی ابدی خدا آپ اس کے پاس آتا اور آپ اسے ڈھونڈتا اور آپ اس کی جستجو کرتا ہے۔

پس میں آپ کو آج عید کے دن اس عید کے دن جو اس جلسہ کے بعد آئی ہے جسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قائم کیا ہے' ؎۱۳ اس عید کے دن جس میں چاروں اطراف کے احمدی قادیان میں موجود ہیں' وہ عید جو ۳۶ سال کے بعد ہی پھر آسکتی ہے' آپ لوگوں کو یہ تحفہ پیش کرتا ہوں' ان کے رب کی محبت کا تحفہ۔ انہیں چاہئے کہ اسے ادب کے ہاتھوں میں لیں اور دلوں میں رکھ لیں اور آج سے اس یقین پر قائم ہو جائیں کہ ان کا خدا تمام محبت کرنے والوں سے زیادہ محبت کرتا ہے پھر وہ دیکھیں گے کہ ان کے دلوں کی حالت بدل جائے گی۔ وہ خدا تعالیٰ کو ہر وقت اپنے قریب پائیں گے ان کے دماغوں میں ایک روشنی پیدا ہو جائے گی جو اس سے پہلے انہوں نے نہ دیکھی ہو گی اور ان کے دلوں میں ایسی سکینت پیدا ہو گی جو اس سے پہلے انہوں نے محسوس نہ کی ہو گی۔

میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ ہمارے دوستوں کو اس تحفہ کی قیمت سمجھنے اور

اس سے فائدہ اٹھانے کی توفیق دے کہ وہی اول اور وہی آخر ہے' وہی اندر اور وہی باہر ہے [۱۴] اس کی مدد کے بغیر ہم کچھ نہیں کر سکتے اور جب اس کی مدد حاصل ہو جائے تو اور کسی چیز کی ضرورت بھی نہیں رہتی۔ نِعْمَ الْمَوْلٰی وَ نِعْمَ الْوَکِیْلُ

(الفضل ۴۔ جنوری ۱۹۳۶ء)

---

[۱] الاعراف: ۱۵۷

[۲] روحانی خزائن (اعجاز المسیح) صفحہ ۱۳۸

[۳] مسند احمد بن حنبل جزء ا صفحہ ۱۱ المکتب الاسلامی بیروت۔ کشتی نوح صفحہ ۳۰

[۴] الجمعۃ: ۲ [۵] ھود: ۹۱

[۶] ترمذی ابواب الزھد باب من احب لقاء اللہ۔ صحیح بخاری کتاب الادب۔ باب رحمۃ الولد و تقبیلہ الخ

[۷] نسیم دعوت صفحہ ۲۴ اسلامی اصول کی فلاسفی صفحہ ۵۲۔ ۵۳

[۸] صحیح بخاری کتاب الایمان باب حلاوۃ الایمان۔ صحیح بخاری کتاب الایمان باب تفاضل اھل الایمان فی الاعمال۔

[۹] بنی اسرآءیل: ۷۳

[۱۰] صحیح بخاری کتاب الادب باب الحب فی اللّٰہ

[۱۱] النسآء: ۴۱' صحیح بخاری کتاب الادب باب علامۃ حب اللّٰہ

[۱۲] البقرۃ: ۲۵۶

[۱۳] جماعت احمدیہ کے جلسہ سالانہ کی طرف اشارہ ہے۔ جو ہر سال ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸ دسمبر کو منعقد ہوتا ہے اور جس کا قیام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقدس ہاتھوں سے ۱۸۹۱ء میں ہوا۔ ۱۹۳۵ء میں ۲۸ دسمبر کو عید ہونے کی وجہ سے جلسہ سالانہ ۲۷ دسمبر کو حضور کی اختتامی تقریر کے ساتھ ختم ہو گیا تھا۔ لیکن بیرونجات کے بہت سے احباب عید پڑھنے کے لئے قادیان میں ٹھہر گئے تھے۔ عید پڑھنے والوں کی کثرت کے پیش نظر یہ عید جماعت احمدیہ کی تاریخ میں ایک بے مثال اور نہایت ہی شاندار تقریب تھی۔ حضور عید پڑھانے کے لئے صبح نو بجے عید گاہ تشریف لے گئے تھے۔ لیکن چونکہ اس وقت

تک قادیان کے دیہات کے احباب کی آمد جاری تھی۔ اس لئے حضور نے دس بجے عید کی نماز پڑھائی۔ احباب کی کثرت کے باعث خدشہ تھا کہ حضور کی آواز بغیر لاؤڈ سپیکر تمام احباب تک پہنچ نہ سکے گی۔ اس لئے یہ انتظام کیا گیا تھا کہ مختلف مقامات پر کئی ایک اصحاب کو کھڑا کر دیا گیا۔ حضور ایک فقرہ کہتے تھے جس کے بعد یہ اصحاب باری باری حضور کا فرمودہ فقرہ دہراتے یہ اصحاب تعداد میں نو تھے۔

(الفضل ۲۔ جنوری ۱۹۳۶ء)

[۳۴] الحدید: ۴